کو ترجیح دی جاتی ہے۔ یہاں قریب سے جو مشاہدات کر رہا ہوں ان شاء اللہ ضبط تحریر میں لے آؤں گا۔

ڈاکٹر محمد یوسف فاروقی

جامعہ ایگزیٹر شمال مغربی برطانیہ

بغداد - چند فروگذاشتیں | الحق ماہ مئی میں جناب ڈاکٹر بہجت رواں صاحب کا ایک مضمون "بغداد" نظر سے گزرا، سردست اس کی چند ادبی اور لسانی فروگذاشتوں کی نشاندہی ضروری سمجھتا ہوں:

۱۔ صـ۱۵ پر وجہ تسمیہ بتاتے ہوئے نمبر۳ کے تحت جو عبارت انہوں نے نقل کی ہے۔ اس کا ترجمہ غلط ہے۔ صحیح ترجمہ یوں ہے۔ اِسْتَغْرَقَتْ اِبِلُکُم (تمہارے اونٹ عراق پہنچ گئے۔) کا محاورہ اس وقت استعمال ہوتا ہے۔ یا یہ الفاظ اس وقت کہے جاتے ہیں جب کسی کے اونٹ عراق پہنچ جاتے ہیں یا عراق میں داخل ہوجاتے ہیں۔ باب افعال اور استفعال کا استعمال اس معنیٰ میں عام ہے۔ اَنْجَزَ (تَصَدَ الحجاز) اَعْرَقَ (قصد العراق) اِسْتَغْرَقَ (دَخَلَ العراق) اس لحاظ سے اس عبارت کا وجہ تسمیہ سے کچھ تعلق باقی نہیں رہتا۔

۲۔ صـ۲ پر ڈاکٹر صاحب نے بغداد کی تعریف میں محمد بن خلف ہمدانی کے جو اشعار نقل کئے ہیں۔ ان کے ساتھ آخر میں یہ شعر بھی درج کیا ہے

یقیم الرجال الاغنیاء بأرضہم ۔۔۔ وترمی النوی بالمقترین المرامیا

اطلاعاً عرض ہے کہ یہ شعر ایک حماسی شاعر ایاس بن قائف کا ہے اور اس کا بغداد کے ساتھ کوئی دور کا تعلق بھی نہیں ہے۔ نیز شعر کا پہلا لفظ یُقیم نہیں تُقیم ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے اس شعر کے نیچے جو ترجمہ دیا ہوا ہے وہ بھی "چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا" کی یاد دلا رہا ہے۔ شعر کا صحیح مطلب اور ترجمہ یہ ہے:

مالدار لوگ تو اپنی دولت و ثروت کی بناء پر اپنے شہروں میں مقیم رہتے ہیں۔ یعنی انہیں کسب معاش کی تلاش میں سفر کرنے کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ اور تنگدست لوگوں کو احباب و اقرباء کی جدائی دور دراز مقامات پر پھینک دیتی ہے، یعنی وہ بچارے تلاش روزگار میں "فظر" اور "دوبئ" کا سفر اختیار کرکے اپنے رشتہ داروں سے دور ہوجاتے ہیں۔

۳۔ صـ۲۱ پر مَغْنیٰ کا ترجمہ مسکن اور ٹھکانا کرنے کی بجائے "جائے غناء" سے کرنا بھی درست نہیں ہے۔ قرآن مجید میں کَاَنْ لَّمْ یَغْنَوْا فِیْہَا۔ اسی مادہ سے ہے۔

۴۔ صـ۱۵ پر ڈاکٹر صاحب نے خطیب بغدادی کی جو عبارت نقل کی ہے اس میں انہوں نے خان خیل کی ترکیب پر غور نہیں فرمایا۔ خان ترکی زبان کا لفظ ہے جو مہمان سرائے اور مسافر خانہ کے معنی میں مستعمل ہے۔ عربی